اسلامی تہذیب وتمدن پر سوشل میڈیا کے اثرات

Effects of Social Media on Islamic culture and civilization

Mian Faizan Ahmed
Ph.D. Scholar, Department of comparative religion and Islamic culture, university of Sindh Jamshoro:
faizan.arain@scholars.usindh.edu.pk

Shoaib Ahmed
Assistant professor Department, BSRS university, Mehran university:
shoaib.kalhoro@faculty.muet.edu.pk

Anas Mehmood
Ph.D. Scholar, Department of comparative religion and Islamic culture, university of Sindh Jamshoro:
anasmehmood190@gmail.com

Abstract:
One of the most crucial parts of using modern information technology to create social communication among friends, family, and individuals is media. While the media has recently had an impact on world civilizations, the Islamic culture has also been impacted by these consequences. The media, which has a stronghold over Islamic civilization and has altered Islamic nations' beliefs and customs, is this influence's most powerful instrument. In addition to a rise in anti-Islamic propaganda since the advent of the media, Muslims have also been driven to take a defensive stance toward their faith. Additionally, the media has shaped Muslims' mental framework in such a way that the modern Muslim is constrained to think just what is being ingrained in his mind by the media. Due to this mindset, today's Muslim has not only forgotten his bright part but also his traditions and morals. Apart from this, the media has created such an atmosphere that it has become difficult to follow Islamic traditions and culture. This paper has examined how the media has influenced Islamic civilization.

Keywords: *Social media, Islamic Civilization, Muslim Society, Impacts of positive & negative.*

میڈیا

مختصر ترین طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ لوگوں تک کوئی بھی خبر یا معلومات پہنچانے کا طریقہ میڈیا کہلاتا ہے یہ معلومات یا خبر، روز مرہ رونما ہونے والے واقعات زندگی کے کسی بھی شعبے سے ہوسکتے ہیں۔ یہ معلومات یا خبریں لوگوں تک پہنچانے کے لئے کئی طریقہ کار استعمال میں لائے جاسکتے ہیں جیسے : پرنٹ میڈیا یعنی اخبار، جرائد اور کتب وغیرہ کا ذریعہ یا الیکٹرانک میڈیا یعنی ٹی وی، ریڈیو وغیرہ کا ذریعہ اور اب جدید ٹیکنالوجی (Information technology) کے ذرائع یعنی انٹرنیٹ اور سمارٹ فونز وغیرہ کا استعمال شامل ہے۔

آکسفورڈ لرننگ ڈکشنری کے مطابق لوگوں کی بڑی تعداد کا ٹیلی ویژن، ریڈیو، اخبارات اور انٹرنیٹ سے تفریح و معلومات حاصل کرنے کے طریقے کو میڈیا کہا جاتا ہے۔[1]

موجودہ دور میں ہر قسم کی معلومات کی بھرمار، اس تک رسائی کے سہل طریقے اور افراط ذرائع ابلاغ کی موجودگی کی وجہ سے اس دور کو بجا طور پر معلومات کا زمانہ یا "age of information" کہا جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ کی اس وجہ تسمیہ سے ایک بات اور بھی واضح ہوتی ہے کہ اقوام عالم میں فی زمانہ وہی قوم غالب ہوگی جس کو معلومات کی فراہمی کے طریقے پر دوسروں سے زیادہ قدرت ہوگی۔ جس طرح دھات کے زمانے "age of metal" میں وہ اقوام دوسری اقوام پر غالب تھیں جن کو دھاتوں کے استعمال پر زیادہ قدرت حاصل تھی۔ بالکل اسی طرح موجودہ زمانہ میں "معلومات اور ذرائع ابلاغ" سے متعلق شعبوں میں جس قوم کو جتنی قدرت ہوگی اتنی ہی اس کو دوسروں پر فوقیت حاصل ہوگی۔

---

[1] "MEDIA | English Meaning - Cambridge Dictionary," accessed November 5, 2022, https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/media.

دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ میڈیا نے ہر معاشرے بشمول اسلامی معاشرے کی سرگرمیوں اور رویوں کو تیزی سے تبدیل کر دیا ہے جن کی وجہ سے بہت سے ایسے تہذیبی مسائل پیدا ہو گئے ہیں جو آنے والی نسلوں کو شدید متاثر کر سکتے ہیں۔ میڈیا ایسی معلومات فراہم کرتا ہے، جن سے مسلمانوں کے بارے میں اس طرح کے رویے جنم لیتے ہیں۔ پیو (PEW) ریسرچ سنٹر کے ۲۰۰۷ء میں امریکیوں سے کیے گئے سروے میں معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے بارے میں لوگوں کی منفی رائے بالعموم میڈیا میں آنے والے مواد کو پڑھ کر یا سن کر قائم ہوئی۔[2]

جدید سماجی رویوں کی تشکیل

میڈیا نے ایک جدید زبان کو تشکیل دیا ہے اور اس کی جداگانہ اصطلاحات ہیں جنہیں تمام لوگ بڑے پیمانے پر استعمال کر رہے ہیں جب کہ وہ لوگ جو میڈیا سے وابستہ نہیں ہیں، وہ ان اصطلاحات ناواقف ہیں۔ طویل تقریروں اور طویل مضمونوں کے بجائے عام فہم اور انداز میں کم از کم الفاظ کے ساتھ اپنی بات دوسروں سے منوانے کا فن میڈیا نے لوگوں کو عمومی طور پر سکھا دیا ہے بالخصوص Twitter اس حوالے سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ میڈیا پر استعمال ہونے والی زبان کا دائرہ کار اسکول، کالج کی کینٹینوں سے لے کر عام محفلوں تک بھی پھیل گیا ہے۔ جیسا کہ انگریزی زبان میں LOL, Dude اور Buzz کا استعمال سوشل میڈیا پر ہی کیا جاتا تھا مگر اب یہ الفاظ معاشرے میں بھی مروج ہو چکے ہیں۔[3]

ذہن سازی

میڈیا سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ ہے جس کے ذریعے انسانی فکر کی ذہن سازی کی جاسکتی ہے۔ آج کے دور میں کسی غیر جانبدار رہنے والے شخص کی فکری رائے پر اثر انداز ہونا، اس کے مزاج و تعقل کی تشکیل کرنا، اس کی بنیاد پر سماجی و

---

[2] ایریک بلیچ و اے ماورٹس وان ڈروین، "مغربی دنیا: میڈیا میں مسلمانوں کی منفی تصویر، ترجمان القرآن (لاہور، 2022).
Eric Bleach and A. Maverts von Derwin, "The Western World: The Negative Portrayal of Muslims in the Media" (Lahore, 2022)

[3] Elana Cresci, "12 Ways Twitter Changed Our Lives," *The Guardian*, March 21, 2016, https://www.theguardian.com/technology/2016/mar/21/12-ways-twitter-changed-our-lives-10th-birthday.

سیاسی معاملات پر رائے قائم کرنے میں مدد کرنا، کسی خاص فرد کی حمایت یا مخالفت میں عوام الناس کے ذہن کو تیار کرنے جیسے عوامل میڈیا ہی کی مرہون منت ہیں۔[4]

احتساب کا ذریعہ

عصر حاضر میں میڈیا نے، افراد، جماعت اور اعلی حکومتوں کے لیے احتسابی آلے کی شکل اختیار کر لی ہے اور یہ ایک ایسا سیل رواں بن چکا ہے جو کسی کی حمایت کے لیے بہنے لگے تو اسے اوج ثریا پر پہنچا دیتا ہے اور اگر کسی فرد کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائے تو اس کی ساری خصوصیات و مقبولیت کو فی الفور چھین لیتا ہے۔ ایک طویل عرصے سے میڈیا کو اسی مقصد کے حصول کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔ کچھ ادارے ایسے سروے کرواتے ہیں۔

ٹی وی کی ساخت اور مقصدیت و دینی علم کا مزاج

بنیادی طور پر میڈیا کو بنیے کی دکان کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کیونکہ اس کا کام سرمایہ داروں کی تیار کردہ اشیاء کو اشتہارات کی ملمع کاری کے ذریعے عوام کو بے وقوف بنا کر بیچنا ہے۔ ٹی وی اور پرچون کی دکان میں اصلاً کوئی فرق نہیں۔ دونوں بازار میں اشیائے صَرف وضرورت (consumer goods) بیچنے کے لیے بیٹھے ہیں۔ میڈیا کا معاشی وکاروباری نقطہ نظر سے جائزہ لینے پر اس حقیقت کا ادراک ہوتا ہے کہ معاشی نقطۂ نگاہ سے کسی کاروبار میں وصولیوں (revenues) اور اخراجات (costs) کا حساب لگایا جاتا ہے۔ میڈیا کے اخراجات کیا ہیں؟ اولاً ایک ٹی وی چینل قائم کرنے کے لیے لاکھوں نہیں، بلکہ کروڑوں روپے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوئم میڈیا پر نشر کیے جانے والے پروگرام بھی ٹی وی کے اخراجات میں شامل ہوتے ہیں نہ کہ وصولیوں میں۔ کیوں کہ ٹی وی ان پروگراموں (مثلاً ڈراموں وفلموں وغیرہ) کو قیمتاً خریدتے ہیں۔ ٹی وی کے پاس اخراجات کی اتنی طویل فہرست پورا کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟ اس کا جواب ہے اشتہارات! یعنی ٹی وی اپنے اخراجات اشتہارات دکھا کر وصول

---

[4] ANDREAS KILLEN and STEFAN ANDRIOPOULOS, "Introduction On Brainwashing: Mind Control, Media, and Warfare," *Fall* 45, no. 1 (2011): 7–17.

کرتے ہیں۔ اگر معاشیات کا یہ مفروضہ درست ہے کہ کاروبار کا مقصد نفع کمانا ہے تو ظاہر بات ہے کہ ٹی وی کا مقصد پروگرام دکھا کر اخراجات کرنا نہیں، بلکہ اشتہارات دکھا کر روپے کمانا ٹھہرتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بتایا گیا۔

میڈیا کے نفع کا انحصار اس بات پر ہے کہ کتنی کمپنیاں اسے اشتہارات دینے پر تیار ہوتی ہیں اور زیادہ اچھے اشتہارات اسی ٹی وی چینل اور پروگرام کو ملتے ہیں، جسے لوگ پسند کرتے ہیں۔ کمپنیاں اشتہارات پر روپے کیوں خرچ کرتی ہیں؟ اس لیے کہ عوام الناس ان کی زیادہ سے زیادہ اشیاء خریدیں اور ان کے نفع میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔ ایک فرد اس دھوکے میں مبتلا رہتا ہے کہ پچاس روپے ٹی وی لائسنس اور کیبل کی معمولی فیس دے کر اتنے سارے ٹی وی چینلز سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملنا مفت کا سودا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اشہاری کمپنیاں اشتہارات کے اخراجات کو اشیاء کی قیمت میں شامل کر کے سب لوگوں سے وصولتی ہیں۔ گویا پورا معاشرہ مل کر ٹی وی فنکاروں، اداکاروں اور کھلاڑیوں کو پالتا ہے۔ پروگرام ٹی وی چینلز کی پراڈکٹس ہیں، جنہیں وہ اشتہارات کے عوض بیچ کر نفع کماتے ہیں۔ ٹی وی ایک ایسا نظام ہے، جس کا مقصد تعلیم و تدریس، تبلیغ و تلقین یا تطہیر نفس نہیں، بلکہ نفس پرستی، حرص وحسد اور نفع خوری کے عموم کے لیے صنعتی اداروں کی اشیاء کی فروخت ہے، جو اشتہارات کے ذریعے ممکن ہوتی ہے۔ اصلاً و عملاً ٹی وی مشتہرین (advertisers) کے دھندے کو پھیلانے اور کمپنیوں کے نفع میں اضافہ کرنے کا دھندہ ہے۔ جیسے پرچون کی دکان کے مالک کا اصل مقصد نفع کمانا ہوتا ہے نہ کہ کوئی مخصوص شے بیچنا۔ اسی طرح ٹی وی کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ وہ کیا بیچ رہا ہے، بلکہ اس کا مقصد وہ شے بیچنا ہے، جس کے ذریعے اس کا نفع بڑھ سکے۔ جو اسے علم دین کی اشاعت کا ذریعہ سمجھتے ہیں، وہ خوش فہم ہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ ٹی وی علم اور دین کے ذریعے بھی دھندہ کرنے اور کاروبار پھیلانے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ لہذا یہ رمضان میں دینی پروگرام پیش کر کے مال بناتا ہے۔ ہر عالم کے لیے ٹی وی کے دروازے کھلے ہیں، بشرط یہ کہ وہ خود کو اس لائق ثابت کر دے کہ اس کے ذریعے ٹی وی پیسے بنا سکتا ہے۔ اگر ٹی وی کو پتا چل جائے کہ کسی عالم یا کسی عابد زاہد کے سامعین کی تعداد زیادہ ہے تو اس کے نام پر ٹی وی والے اشتہارات کا دھندہ شروع کر دیتے ہیں۔ ٹی وی پر اشیاء فروخت ہوتی ہیں یا انسان! ٹی وی ایک مکمل نظام ہے، جسے اگر نفع خوری اور لذت پرستی کے فریم ورک سے الگ کر دیا جائے تو ایک دن نہیں چل سکتا۔ آخر اشتہارات کے بغیر کروڑوں روپے کی لاگت کہاں

سے پوری ہوگی؟ان اشتہارات کا مقصد کمپنیوں کے نفع میں اضافے کے لیے صارفانہ معاشرت و معیشت (consumer society) کے فروغ کے علاوہ اور کیا ہے؟[5]

سوشل میڈیا گروپس کے اثرات

پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا کے علاوہ سوشل میڈیا نے تو لمحوں میں سینکڑوں افراد تک کسی رسائی کو ممکن بنا دیا ہے۔ اس پر مستزاد سوشل میڈیا کے گروپس نے کسی بھی پیغام کی بڑے پیمانے پر ترویج و اشاعت کرنے کے لیے مختلف سہولیات فراہم کر رکھی ہیں۔ سوشل میڈیا کے پیجز، گروپس، یوٹیوب و ڈیوز اور ٹویٹر پر فالوورز کی بڑی تعداد کسی پیغام کی ان گنت لوگوں تک رسائی کو ممد و معاون بناتی ہیں۔ ایسے میں اگر کوئی غلط خبر سوشل میڈیا پر نشر ہو جائے تو فی الفور معاشرے میں پھیل کر افراتفری، خوف ہراس اور بدامنی کا سبب بن جاتی ہے۔[6]

معاشرتی رجحان کی تشکیل

میڈیا کے ذریعے معاشرے میں کسی بھی رجحان کو فروغ دیا جا سکتا ہے کیونکہ میڈیا بار بار عوام الناس کے سامنے وہ چیزیں دہراتا اور بیان کرتا ہے جسے معاشرے میں راسخ اور مروج کرنا مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ میڈیا کے اس عمل کے نتیجے میں وہ مخصوص خیالات و افکار معاشرے میں نفوذ پذیر ہو جاتے ہیں اور بہت جلد لوگ انہیں ایک قدر کے طور پر قبول کر لیتے ہیں۔ اس ضمن میں امریکی مسلمانوں کے رہنما مالک الشباز المعروف میلکم ایکس کا قول مشہور ہے:

---

[5] "Television's Impact on American Society and Culture ." Television in American Society Reference Library. . Encyclopedia.com. (February 22, 2023). https://www.encyclopedia.com/arts/news-wires-white-papers-and-books/televisions-impact-american-society-and-culture

[6] ڈاکٹر ساجد اسد اللہ، "نوجوان نسل کے معاصر منفی رویے اور سوشل میڈیا۔" التبیان، شمارہ ٦، جلد ا (2022)، ص ٦٤.

Dr. Sajid Asadullah, "Contemporary Negative Attitudes of the YoungEr Generation and Social Media." Al-Bayan, Vol. 6, Vol. 1 (2022), p. 64.

"The media's the most powerful entity on earth. They have the power to make the innocent guilty and to make the guilty innocent, and that's power. Because they control the minds of the masses."[7]

"اس کرہ ارض کی سب سے بڑی طاقت ور حقیقت میڈیا ہے جس کے پاس ایسی قوت ہے جس کے بروئے کار لا کر یہ مجرم کو معصوم اور معصوم کو مجرم بنا سکتا ہے اور یہی اصل طاقت ہے کیونکہ یہ لوگوں کے ذہنوں کا احاطہ کر لیتا ہے۔"

انسانی افکار پر میڈیا براہ راست اثر کرتا ہے اور ایک ایسی فضا تخلیق کر دیتا ہے جس کے ذریعے کسی بھی فکر کو عوام کا عمومی رجحان بنایا جا سکتا ہے۔ ایسے حالات میں یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ میڈیا ہی دور جدید کا نیو ٹرینڈر سینٹر (New Trend Centre) ہے۔ میڈیا پر ظاہر ہونے والے عوامی رجحانات دراصل کسی مسئلے یا معاملے کے متعلق ایک مخصوص علاقے یا لوگوں کے خاص عمومی رجحانات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر چلنے والا Hashtag ایسی زبردست ایجاد ہے جو کسی بھی معاملے کے متعلق عوامی رجحانات جاننے کا اہم ذریعہ بن گئی ہے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ جب کسی مسئلے پر ہیش ٹیگ کا استعمال زیادہ سے زیادہ ہوتا ہے تو سوشل میڈیا کے مطابق وہی ٹیگ عوام الناس کا فکری رجحان ہے۔[8]

میڈیا پر استہزا و تمسخر

جب بھی کسی نبی نے لوگوں کو پیغام حق سنانا شروع کیا یا کسی صالح و دیندار شخص نے معاشرے کی فلاح و اصلاح کے لیے کوئی کام کیا جس کے نتیجے میں دینی لحاظ سے مثبت تبدیلی واقع ہوئی تو دین مخالف عناصر نے ہمیشہ ایسے لوگوں کو تمسخر و استہزا کا نشانہ بنایا۔ یہ سلسلہ دین اسلام کے شروع سے ہی ہوتا چلا آ رہا ہے اور آج بھی جاری ہے۔ اس فعل قبیح کا سب سے مؤثر آلہ میڈیا ہے جہاں استہزا و تمسخر کا کام نہایت منظم انداز میں ہر سطح اور ہر طریقے سے ہو رہا ہے۔

---

[7] Jawara D. King, *The Awakening of Global Consciousness: A Guide to Self-Realization and Spirituality* (Author House, 2010), 199.

[8] ڈاکٹر ساجد اسد اللہ، "نوجوان نسل کے معاصر منفی رویے اور سوشل میڈیا"، ص ۶۴.

Dr. Sajid Asadullah, "Contemporary Negative Attitudes and Social Media of the YoungEr Generation", p. 64.

اسلامی معاشرے پر اپنے اثرات اور نفسیاتی دباؤ بر قرار رکھنے کا ایک ذریعہ ہونے کی وجہ سے آج میڈیا اس فعل شنیع میں پیش پیش ہے۔ میڈیا کے اس فعل کی توضیح قرآن مجید میں کچھ اس طرح سے کی گئی ہے کہ

"زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا"[9]

"کافروں کو دنیا کی زندگی ہی اچھی لگتی ہے اور وہ ان لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جو ایمان لے آئے ہیں۔"

قرآن حکیم کے ایک اور مقام پر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ

"وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِه يَسْتَهْزِئُوْنَ"[10]

"اور تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جاچکا ہے پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا انہیں اسی عذاب نے آگھیرا جس کا مذاق اڑاتے تھے۔"

یہی معاملہ میڈیا کا ہے چاہے وہ پرنٹ یا الیکٹرانک میڈیا، یا سوشل میڈیا کی کوئی شکل ہو۔ دین اسلام، اس کی تعلیمات یا مسلمانوں کے دینی شعائر وعادات کا مذاق اڑانے کا مطلب ان کو نفسیاتی طور پر زیر کرنا، کمتر بنانا اور یوں نفسیاتی طور پر مسخر کرنا ہوتا ہے ہم اکثر ایسی باتوں کو غیر سنجیدہ طور پر لیتے ہیں اور ہنسی مذاق میں اڑادیتے ہیں لیکن یہ اپنا اثر تو دکھا ہی رہی ہوتی ہیں۔ کہیں "داڑھی" کا مذاق کہیں کسی عالم دین کے حلیہ یا ان کے طرز خطابت کی نقل اور اس کا مذاق اور کہیں معاملات اس سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں تو عقائد، شعائر واحکامات دینیہ کا مذاق بھی نظر آتا ہے یہ سب اسلام

---

[9] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۱۲.

Al-Qur'an al-Karim, Surah Al-Baqara, verse 212.

[10] القرآن الکریم، سورۃ الانعام، آیت ۱۰.

Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Anam, verse 10.

اور مسلمانوں کو نفسیاتی طور پر مسخر کرنے کے طریقے ہیں جو صدیوں پرانے ہیں۔[11] قرآن نے اس صورتحال کو اس طرح بیان کیا ہے:

"وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا هُزُوا "[12]

ترجمہ: "رسولوں کو ہم اس کام کے سوا اور کسی غرض کے لیے نہیں بھیجتے کہ وہ بشارت اور تنبیہ کی خدمت انجام دیں گے مگر کافروں کا حال یہ ہے کہ وہ باطل کے ہتھیار لے کر حق کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں اور انہوں نے میری آیات کو اور ان تنبیہات کو جو انہیں کی گئیں، مذاق بنالیا ہے۔"

مذکورہ بالا آیات کو اگر آج کے تناظر میں دیکھیں تو میڈیا یا ذرائع ابلاغ اسلام دشمن قوتوں کے ہاتھوں میں بطور باطل ہتھیار استعمال ہو رہا ہے اور جب کوئی راسخ العقیدہ مسلمان میڈیا پر ہونے والی اس مذموم حرکت کو صحیح طور پر سمجھ کر اس پر اعتراض کرتا ہے تو اظہار رائے یا تفنن طبع کا سہارا لیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تو محض مذاق ہے کسی کی تذلیل مقصود ہے نہ کسی کو نیچا دکھانے کی کوشش۔ ایسی صورتحال میں صدیوں سے کفار اور منافقین کا اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے یہی دفاع رہا ہے ان کا یہ مکر قرآن کریم میں مندرجہ ذیل طریقہ سے بیان ہوا ہے:

"وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ"[13]

"اگر ان سے پوچھو کہ تم کیا باتیں کر رہے تھے، تو جھٹ کہہ دیں گے کہ ہم تو ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے۔"

ایسے "مسخروں" سے ہمارا آج بھی یہ ہی سوال ہونا چاہیے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت میں ان سے کیا ہے۔ ایک اور آیت مبارکہ میں بھی یہ ہی ارشاد ہوا ہے:

---

[11] ڈاکٹر سید محمد انور، میڈیا اسلام اور ہم (اسلام آباد: ایمل پبلیکیشنز، 2016)، ص ۲۸.

Dr. Syed Muhammad Anwar, Media Islam aur Hum (Islamabad: Emil Publications, 2016), p. 28.

[12] القرآن الکریم، سورۃ الکہف، آیت ۵۶.

Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Kahf, verse 56.

[13] القرآن الکریم، سورۃ التوبہ، آیت ۶۵.

Al-Qur'an al-Karim, Surah Al-Tauba, verse 65.

"قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ"[14]

"ان سے کہو کیا تمہاری ہنسی دل لگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ہی کے ساتھ تھی۔"

مذاق کے لیے قرآن کریم میں جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ "استہزاء" ہے جس کا مادہ "ہ۔ز۔و" الھزاء کے معنی اندرونی طور پر کسی کا مذاق اڑانے کے ہیں اور بھی یہ مذاق کی طرح گفتگو پر بھی بولا جاتا ہے۔ هَزِئت به و استهزات کے معنی کسی کا مذاق اڑانے کے ہیں اور الاستہزاء اصل میں طلب هزو کو کہتے ہیں۔[15] اللہ کے رسولوں اور ان کے پیغام حق کی ہنسی اڑانا کفار کا شیوہ تھا جس کا حوالہ قرآن میں یوں آیا ہے:

"وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ"[16]

"کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کے پاس کوئی رسول آیا ہو اور انہوں نے اس کا مذاق نہ اڑایا ہو۔"

بطور مسلمان ہمارا یہ حق ہے اور ہم پر فرض بھی ہے کہ جب بھی ہم شعائر اسلام اور مشائخ اسلام کا مذاق اڑاتے دیکھیں تو اس سے کنارہ کش ہو جائیں اگر احسن طریقہ سے جواب کی صورت بن جائے تو جواب دینے کی ضرور کوشش کریں ورنہ اس سازش کو سمجھیں کہ کیا رہا ہو ہے۔ مشاہدے میں یہ آیا ہے کہ اچھے اچھے سمجھدار مسلمان بھی میڈیا پر ہونے والی اس سازش کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کبھی یہ خیال کر کے کہ یہ تو مذاق ہے کوئی بات نہیں کبھی یہ خیال کر کے کہ یہ تو فلاں فرقے کا مذاق اڑایا جا رہا ہے جو کہ ویسے بھی میرا عقیدہ نہیں ہے لہذا چلنے دو یا اس سے بھی خطرناک بات یہ ہے کہ جب کسی مخصوص عالم دین کی نقل اتار کر اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو باقی تمام فرقوں کے

---

[14] القرآن الکریم، سورۃ التوبہ، آیت ۶۵

Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Tauba, verse 65

[15] علامہ حسین بن محمد راغب الاصفہانی، المفردات (مکۃ المکرمۃ: مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، 1418)، ص ۸۴۱.

Allama Husayn ibn Muhammad Raghib al-Asfahani, al-Mufradat (Makat al-Mukarramah: Maktabat Nazar Mustafa al-Baz, 1418), p. 841.

[16] القرآن الکریم، سورۃ الحجر، آیت ۱۱.

Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Hajar, verse 11.

مسلمان اس سے محظوظ ہوتے ہیں یہ خیال کیے بغیر کہ کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی درجہ میں یہ مذاق ان کے اپنے دین کا اڑایا جارہا ہوتا ہے کیونکہ عالم دین کا تمسخر "اور استھزاء" کرنے والوں کا اصل مقصد اسلام کی تحقیر ہوتی ہے۔[17]

اہل مذہب پر برین واشنگ کا الزام

میڈیا میں اسلام پر اور مسلمانوں پر ایک اور الزام جو عام طور پر لگتا ہے وہ یہ کہ اس مذہب کے ماننے والے (brain washed) ہوتے ہیں ان کے ذہن بند ہوتے ہیں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے لہذا گمراہ ہوتے ہیں یا ان کو گمراہ کرنا آسان ہوتا ہے اور اس مفروضے کو بنیاد بنا کر ایک کلیہ بنایا جاتا ہے کہ تمام دینی مدارس لوگوں کو (brain washed) کر رہے ہیں بالفاظ دیگر ان کو اپنے "جادو یا سحر میں باندھ رہے ہیں، لہذا یہ بچے یا بڑے مسحور یا مجنون" ہیں۔ یہ الزام مختلف لوگوں کے ذریعے مختلف انداز میں ہر ممکنہ طریقہ سے ہمارے کانوں پر پڑتا رہتا ہے جو کہ خبر سے بھی زیادہ ایک پراپیگنڈے کا رنگ اختیار کر گیا ہے۔ اور یہ الزام عموماً ہمارے اپنوں میں سے ایسے لوگ لگا رہے ہوتے ہیں جو کہ دین اسلام کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ قرآن کی ایک آیت کی صحیح تلاوت تک نہیں کر سکتے لیکن مدارس دینیہ اور علمائے کرام پر تنقید کی آڑ میں دین اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں اور سب سے زیادہ مضحکہ خیز جملہ جو ان کے منہ سے ان کی کم علمی چھپانے کے لئے نکلتا ہے وہ یہ کہ یہ علماء دین کے ٹھیکے دار تو نہیں کہ ہم ان کے خلاف کوئی رائے نہ دیں۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے یعنی خود دین کا پتہ کچھ نہیں اور دین کے معاملہ میں حق رائے دہی کی دلیل یہ کہ دین کی ٹھیکے داری کا الزام بیچارے علما" پر جو دین کی خدمت میں دن رات مصروف ہیں۔[18]

اب یہاں میڈیا کا کردار دیکھنا چاہیے ویسے تو میڈیا ایک ذریعہ ابلاغ سے زیادہ کچھ نہیں لیکن جب اسے چلانے والے اس میں دانستہ یا غیر دانستہ ڈنڈی مار رہے ہوں تو دکھ تو ہوتا ہے۔ ہمیں ایسے موقعوں پر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

---

[17] انور، میڈیا اسلام اور ہم، ص ۳۰.

Anwar, Media Islam and Us, p. 30.

[18] محولہ بالا، ص ۳۱.

Mohula Bala, p. 31.

اسلام کو ماننے والوں پر "مسحور ہونے اور مجنون ہونے کا الزام اور اس کی وجوہات کوئی نئی بات نہیں یہ بھی صدیوں پرانی ہیں دنیا میں جب جب کوئی نبی اللہ کا پیغام لے کر آیا اس پر اور اس کے ماننے والوں پر یہی الزام لگتا رہا۔ حتی کہ نبی آخر الزمان سنی میں ہی تم پر بھی یہ الزام لگا اور یہ الزام لگانے والے اپنے اپنے دور کے روشن خیال لوگ تھے جن کے معاشی اور معاشرتی مفادات اپنے اپنے زمانے کے سرداروں اور حکمرانوں سے جڑے ہوئے تھے وہ لوگوں کو اس پیغام حق اور اس پیغام حق کو لوگوں تک پہنچنے سے روکنا چاہتے تھے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ"[19]

"یونہی ہوتا رہا ہے، ان سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون۔"

اس سے قبل حضرت صالح کی قوم نے بھی ان سے یہ کہا:

"قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ"[20]

"انہوں نے کہا" تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے۔"

مذکورہ بالا آیات اور ایسی ہی کئی اور آیات بھی قرآن مجید میں موجود ہیں جہاں اسلام کا پیغام دینے والے اور اس پر چلنے والے لوگوں کو مخالفین کی طرف سے مسحور و مجنون کہا گیا ہے۔ یعنی یہ لوگ اس دنیا کے معاملات سمجھنے سے قاصر ہیں اور (brain wash) ہو چکے ہیں۔

---

[19] القرآن الکریم، سورۃ الذاریات، آیت ۵۲

Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Dhariyat, verse 52

[20] القرآن الکریم، سورۃ الشعراء، آیت ۱۸۵.

Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Shayrah, verse 185.

لفظ مجنون اسم مفعول ہے اور اس کا مادہ (ج۔ن۔ن) ہے جس کے معنی کسی چیز کو چھپانے کے ہیں۔ عربی زبان میں جنّۃ ڈھال کو کہتے ہیں جس کے پیچھے انسان چھپتا ہے، لفظ جن کا مادہ بھی یہی ہے کیونکہ یہ مخلوق خدا ہمارے حواس سے پوشیدہ ہوتی ہے الغرض دیوانگی کو جنون اس ہی لئے کہا گیا کہ یہ دیوانگی اس کے دل اور عقل کے درمیان حائل ہو جاتی اور انسانی عقل کو ڈھانپ لیتی ہے گویا چھپا لیتی ہے۔

دوسرا لفظ مسحور ہے جو کہ بطور الزام زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے جس کا مادہ (س۔ح۔ر) ہے۔ سحر کا لفظ بالعموم دھوکا اور بے حقیقت تخیلات پر بولا جاتا ہے جیسا کہ شعبدہ باز اپنے ہاتھ کی صفائی سے نظروں کو حقیقت سے پھیر دیتا ہے۔ قرآن میں دربار فرعون کے جادوگروں کا قصہ یوں بیان ہوا ہے:

"سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ"[21]

"تو انہوں نے جادو کے زور پر لوگوں کی نظر بندی کر دی اور ان سب کو دہشت میں ڈال دیا۔"

اس مادہ سے مسحور اسم مفعول ہے یعنی جس پر جادو ہوا ہو۔ قرآن میں مزید ہے کہ:

"إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا"[22]

"کہ تم مسحور آدمی کے پیچھے پڑے ہو۔"

اس آیت کریمہ میں مسحورا کے معنی ہیں کہ جو شخص جادو کے اثر میں ہو یا کسی نے اسے جادو کر کے دیوانہ بنا دیا ہو۔ ایک ہزار ایک انداز میں آج بھی میڈیا پر اسلام کے پیروکاروں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ یہ مولوی اور یہ مدرس سادہ لوگوں اور بچوں کو سحر زدہ کر دیتے ہیں، ان کو مجنون بنا دیتے ہیں۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں مدرسہ کے طالبعلموں میں سے

---

[21] القرآن الکریم، سورۃ الاعراف، آیت ۱۱۶.

Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Araf, verse 116.

[22] القرآن الکریم، سورۃ الاسراء، آیت ۴۷.

Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Asra, verse 47.

اگر کوئی ایک غلط کام کرے یا کسی کے ورغلانے میں آجائے تو اس سارے تعلیمی نظام، سارے مدارس دینیہ، تمام مدرسین اور طلبہ کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور ایک منظم انداز میں کیا جاتا ہے، بار بار کیا جاتا ہے۔

اس مطالبے کی اس واقعے سے زیادہ اچھی مثال نہیں دی جاسکتی کہ: "کسی کھیت میں کوئی جرم یا گناہ سرزد ہو جائے اور مجرموں کو پکڑنے کے بجائے حکم دیا جائے کہ علاقے کے تمام کھیت جلا دو۔ ایسی روشن خیالی کو تو صرف بد نیتی یا حماقت سے ہی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ چند طلبہ کے جرم، گناہ یا غلطی پر یہ کہنا کہ سارے مدارس ختم کر دو عجیب منطق پر مبنی ہے اور اس سے زیادہ عجیب بات یہ کہ ایسا مطالبہ کسی اور طبقے کے خلاف سنائی نہیں دیتا۔ اگر کوئی ڈاکٹر کوئی جرم کرے، غلط آپریشن کر دے، غلط تشخیص کر دے تو کبھی میڈیکل کالج بند کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جاتا اگر کوئی انجینئر کی دہشتگردی کی واردات میں پکڑا جائے تو کبھی تمام انجینئرنگ یونیورسٹیاں بند کرانے کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ اس سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ مدارس یا اہل دین کی مخالفت سراسر بدنیتی پر مشتمل ہے۔ مختصر یہ کہ ان پر جنون اور سحر زدہ ہونے کا الزام صرف اس وجہ سے لگایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے مصمم ارادے اور پختہ ایمان کو یہ کہہ کر نظر انداز کر دیا جائے کہ یہ لوگ تو سوچنے کی صلاحیت سے عاری ہیں لہذا ان' بیچاروں کا اس میں کوئی قصور نہیں اصل میں "قصور وار وہ لوگ ہیں جو ان کو اس حال میں پہنچاتے ہیں انکا قلع قمع کیا جانا چاہئے۔[23] ایسی تمام سازشوں کا جواب قرآن پاک نے حضور ﷺ کے ذریعے امت تک کیا بہتر اور خوبصورت طریقے سے دیا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

"فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ"[24]

"پس اے نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تم نصیحت کیے جاؤ، اپنے رب کے فضل سے تم کاہن ہو اور نہ مجنون۔"

---

[23] آنور، میڈیا اسلام اور ہم، ص ۳۵.

Anwar, Media Islam and Us, p. 35.

[24] القرآن الکریم، سورۃ الطور، آیت ۲۹.

Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Toor, verse 29.

یعنی ہمارا کام صرف تبلیغ کرنا ہے کوئی ایمان لائے یا نہ لائے یہ اس کا نصیب۔ کسی سے لڑائی جھگڑا یا فساد ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا کام ہے دعوت و نصیحت کرنا ہے، کوئی مانے یا نہ مانے۔ ہمارا کام ہے قرآن کو پڑھنا اور دوسروں کو پڑھانا۔ اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو اس کی ترغیب دلانا اور تلقین کرنا چاہے کوئی کچھ سمجھے یا کچھ بھی کہے۔

خلاصہ

میڈیا نے انسانی زندگی کے ہر معاملے میں کچھ اس طرح سے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں کہ انسانی زندگی اور معاشرے کا لازمی حصہ بن کر رہ گیا ہے۔ ذریعہ معلومات ہونے کے علاوہ اب میڈیا ذہن ساز و معاشرہ ساز بھی بن گیا ہے کیونکہ میڈیا کی آمد کے بعد ایک نئی تہذیب و روایات نے جنم لیا ہے اور اسلامی تہذیب و تمدن کو مسخ کر دیا ہے۔ اشتہارات دکھا دکھا کر مسلمانوں کو فضول خرچ بنا دیا ہے تو دوسری طرف نفس پرستی اور حرص و ہوس کو بھی فروغ دیا ہے۔ مستزاد یہ کہ سوشل میڈیا نے اسلامی معاشرے میں استہزا و تمسخر کو اس طرح سے پھیلا دیا ہے کہ اب اس سے کوئی عزت دار محفوظ نہیں خواہ اس کا تعلق کسی بھی گروہ یا قبیل سے ہو۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ میڈیا کے آنے کے بعد اہل علم کی بے توقیری میں بھی اضافہ ہوا ہے۔